بسم اللہ الرحمن الرحیم

سچ

قیمت سالانہ: ۳ر

بیرون ہند ۶ شلنگ

قیمت شماری ... / فی پرچہ ۱ر

نمبر ۱۰ | (۱۹ شعبان المعظم) سنہ ۱۳۴۴ھ (۵ - مارچ سنہ ۱۹۲۶ء) | جلد ۲

سچی باتیں

عربی میں فن تصوف کی مستند و مطبوعہ کتابوں میں سب سے قدیم شیخ ابو نصر سراج کی کتاب اللمع ہے، اس میں تاریخ تصوف کی ابتدا صحابہ میں، حضرات صحابہ کرامؓ سے کی ہے۔ فارسی میں فن سلوک کی ایک قدیم ترین کتاب شیخ ہجویری (داتا گنج بخش لاہوری) کی کشف المحجوب ہے، اس میں سب سے ابتدائی صوفیوں میں حضرت صدیقؓ، حضرت فاروقؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ، حضرت ابوذرؓ، حضرت بلالؓ، حضرت ابوعبیدہؓ، حضرت سلمان فارسیؓ، اور دوسرے حضرات کے اسمائے گرامی کے بعد، امام ابوحنیفہؒ، و شیخ عبداللہ بن مبارکؒ، کے نام شمار کیے ہیں۔ حضرات صوفیہ کے تذکروں میں ایک نہایت مستند و قدیم تذکرہ، شیخ فریدالدین عطارؒ کا تذکرۃ الاولیاء ہے، اس میں حضرت بایزید بسطامیؒ، و حضرت ذوالنون مصریؒ کے پہلو بہ پہلو امام ابوحنیفہؒ، شیخ عبداللہ بن مبارکؒ، امام شافعیؒ، اور امام احمد بن حنبلؒ کے متعلق بھی مفصل مقالات درج ملتے ہیں۔ اور آخر کے تذکروں میں دارا شکوہ کا سفینۃ الاولیاء، حضرات صوفیہ کے طبقہ میں ایک مشہور و مقبول تذکرہ خیال کیا جاتا ہے، اس میں صوفیہ کرام کا سلسلہ بعض حضرات اہلبیت نبوی و صحابہؓ کے بعد، امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد حنبلؒ، امام ابو یوسفؒ، اور امام محمدؒ کو ٹھہرایا ہے۔

یہ سب تصوف کی مستند اور مسلم کتابیں ہیں، پھر جب ان میں فقہ و شریعت کے اماموں کو کاملین تصوف و سرداران صوفیہ کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے، تو کیا اس کے بعد بھی آپ شریعت و طریقت کی یگانگی اور یک رنگی کے تسلیم کرنے میں تامل کرتے رہیں گے؟ کیا اب بھی آپ کی یہ رائے قائم رہے گی، کہ تصوف شریعت سے بے نیاز، ایک مستقل فن ہے؟ کیا اب بھی آپ کو اس پر اصرار رہیگا، کہ علم دین، فن سلوک کے منافی و مخالف ہے؟ امام احمد بن حنبلؒ کو ایک طرف شریعت ظاہری والے، خصوصاً "وہابی" اپنا محترم پیشوا، اور امام و مقتدیٰ تسلیم کرتے رہیں، اور دوسری طرف صوفی گروہ کے پیشوا انکا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:-

"شیخ سنت و جماعت بود، و امام دین و دولت .... صاحب ورع و تقویٰ و ریاضت و کرامت شان عظیم داشت، و صاحب فراست بود، و مستجاب الدعوۃ بود، و جملہ فرق او را مبارک داشتندی"

(تذکرۃ الاولیاء، عطار، جلد اول، ص ...)

اور پھر ساری صوفی جماعت کے مسلم سردار و پیشوا، حضرت شیخ جیلانی قدس سرہ علیہ الرحمۃ، حضرت امام احمدؒ کے خاص معتقدوں اور مقلدوں میں سے تھے۔ کیا امام احمدؒ کی مثال سے واقف ہونے کے بعد بھی، آپ شریعت و طریقت کی مخالفت، علم و فقر کے اختلاف، اور فقاہت و درویشی کے اجتماع کی جانب سے مایوس رہیں گے؟

پروردگار عالم کا ایک نام "الظاہر" ہے، اور دوسرا نام "الباطن"۔ اُس نے خود اپنی ہی تصریح کے مطابق، اپنے بندوں پر نعمتیں "ظاہری"

بھی اُتاری ہیں اور "بالمعنی" بھی۔ اُنکی رہنماسندی کے لیے "عقیدہ" (قلب) اور "عمل" (ظاہری) دونوں لازمی ہیں۔ اسکے رسول "کتاب" اور "حکمت" دونوں لیکر نازل ہوئے۔ اسکے پیغمبر کے پیرو "اندرونی" و "بیرونی" دونوں قسم کی اصلاح کرتے رہے ہیں۔ نبی کریم کی سعادت "تعلیم" (علوم و شرائع) اور "تزکیہ" (اخلاق و نفوس) دونوں اپنا مقصد رکھتی تھی۔ قرآن کریم کا تعلق "جسمانیات" و "روحانیات" دونوں عالموں کے سنوارنے سے ہے۔ رسول اقدسؐ کی زندگی "غار حرا" و "جنگ بدر" دونوں کے نمونے اپنے اندر رکھتی ہے۔ ان تمام مناسبتوں کے موجود ہوتے ہوئے بھی، ان ساری مناسبتوں کی موجودگی کے باوجود بھی، کیا اسلام کے دو بڑے اور باہم فرقے، ایک دوسرے کو گمراہ کہنے اور ثابت کرنے میں مصروف رہیں گے؟ کیا بجائے دونوں کے اپنے "مسلم" ہونے پر فخر کرنے کے دونوں کو ایک دوسرے کے "وہابی" اور "بدعتی" قرار دینے میں، ہمیشہ زیادہ لطف آتا رہے گا؟

"م"

ملاحظہ ہو

۲۰۔ فروری ۱۹۳۸ء کو ٹائن کیسل (اڈنبرا) میں دو ٹیموں کے درمیان فٹ بال میچ ہو رہا تھا، کہ ایک جماعت، تماشہ دیکھنے کے لیے، آگے بڑھ کر عین میدان سے متصل ہو پہنچ گئی، اس سے تماشائیوں کا وہ گروہ جو پیچھے اپنی جگہ پر کھڑا ہوا تھا، سخت برافروختہ ہوا، اور اس نے اس آگے والے گروہ پر ڈھیلے پھینکنے شروع کر دیے، اُدھر سے بھی جواب ملا، اور دونوں گروہوں میں پوری جنگ شروع ہو گئی جس میں فریقین کو نہایت سخت نقصانات پہونچے۔ پولیس کے چند سپاہی جو درمیان میں کھڑے ہوئے تھے بے بس ہو گئے۔ آخر میں پولیس کے سوار طلب کیے گئے، اور اُنھوں نے گھوڑے دوڑا کر مجمع کو منتشر کیا۔ زخمی اشخاص، زخمیوں کی گاڑیوں پر لاد لاد کر نکالے گئے، اور جب جا کر کہیں کھیل شروع ہو سکا۔ ایک شخص گرفتار ہوا، اور بیس اشخاص سخت مجروح ہوئے۔

یہ وہ خبر ہے، جو انگریزی زبان برقی سے ۲۱۔ فروری کو ہندوستان میں موصول ہوئی۔ ہندوستان میں اگر کبھی محرم، دسہرہ، یا کسی اور مذہبی تقریب کے موقع پر بلوہ ہو جاتا ہے، تو ہمارے حکمرانوں کو ہندوستان کی جہالت، اور ہندوستانیوں کے آزادی کے لیے نااہل ہونے پر ایک دلیل قوی ہاتھ آ جاتی ہے، لیکن ایک تعلیم یافتہ ملک کی تعلیم یافتہ جماعت کا، جبکہ دونوں فریقوں کے درمیان کوئی اہم یا غیر اہم مذہبی اختلاف نہیں، سیاسی اختلاف نہیں، محض کھیل اور تماشہ کے سلسلہ میں بلوہ کر دینا، اور ایک دوسرے کی جان لینے پر آمادہ ہو جانا، کیا یہ علم و تہذیب اور اہلیت آزادی و خود مختاری کی دلیل ہے؟

"م"

جو بجلوت گاہ حق آرام نیست

کلکتہ سے خبر آئی ہے کہ ۱۰ فروری کو ایک تعلیم یافتہ بنگالی زمیندار، بابو پرودھ چندر سنہا نے اپنے تین لڑکوں کو زہر دے کر، خود اپنے تئیں بھی ہلاک کر ڈالا ہے۔ یہ فعل کسی جاہل کا نہ تھا، بابو صاحب اچھے خاصے تعلیم یافتہ شخص تھے، سابق شاہی کمیشنری کے عامل تھے، سیاسیات میں ایک سوراجسٹ کی حیثیت سے نمایاں حصہ لیتے تھے، یہ سب کچھ تھا، لیکن اپنے آخری خط میں یہ لکھ کر رکھ گئے ہیں، کہ "میرا ایمان خدا پر باقی نہیں رہا تھا، اور میں اپنی زندگی سے عاجز آ گیا تھا"۔ حقیقت یہ ہے کہ جو شے دنیا کی ہر تلخی کو خوشگوار بنا دیتی ہے، وہ صرف انسان کا ایمان، اور خدا پر اعتقاد ہے۔ جس قدر زیادہ جس کو خدا پر بھروسہ ہوگا، اُسی قدر وہ مطمئن زندگی بسر کرے گا، اور جتنا یہ بڑا سہارا کمزور ہوگا، اُسی قدر مشکلیں ہر قدم پر محسوس ہوں گی، اور بعض صورتوں میں آخری انجام خودکشی و دیوانگی ہی پر ہوگا۔

لکھنؤ کے پنڈت برج نرائن چکبست کی وفات پر اُنکے ایک دیرینہ دوست نے ایک تعزیتی مضمون اخبار لیڈر میں شائع کیا ہے، اُس میں ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں:

"قسمت و قدرت کی کارروائیاں سمجھ میں نہیں آتیں، تاہم ایسے ظالمانہ اور ایسے بے معنی حادثوں کو دیکھ کر، طبیعت، قدرت کاملہ کے خلاف بغاوت پر آمادہ ہی ہو جاتی ہے۔ آخر اس کی کوئی بھی وجہ ہو سکتی ہے کہ برج نرائن چکبست تو اس قدر بیدردی کے ساتھ دنیا سے اُٹھا لیا جائے، اور بیکاروں اور بدکاروں کو سبزی کی طرح بڑھنے پھیلنے کے لیے چھوڑ دیا جائے؟"

یہ الفاظ جس شخص کے قلم سے نکلے ہیں، وہ کوئی غیر تعلیم یافتہ یا غیر ذمہ دار شخص نہیں، ان صاحب کا شمار، اس وقت صوبہ کی اعلیٰ ترین تعلیم یافتہ اور سنجیدہ جماعت میں ہے، وہ محکمۂ تعلیم میں ایک اعلیٰ عہدہ پر ممتاز ہیں، اور تاریخ، فن تعلیم، لٹریچر، وغیرہ بہت سے مغربی علوم کے فاضل ہیں۔ لیکن جس وقت دل پر زخم لگا، ان علوم و فنون میں سے کوئی نسخہ اُنکے زخم کا مرہم نہ بن سکی، اور ایسے خیالات کا اظہار اُنکے قلم سے ہونے لگا، جو اُنکے کیا، کسی ایک سمجھدار لڑکے کے، ادنیٰ سطح کے بھی شایان شان نہیں۔ اس میں قصور اُنکا نہ بیچارے کا نہیں۔ مغرب کے بڑے سے بڑے اُستاد ادب، اور کاملین فلسفہ پر، جب اس قسم کا کوئی وقت پڑا ہے، تو ان میں سے ہر ایک جو خدا، اور حکمت خداوندی کے مفہوم سے بیگانہ تھے، ان سب کی زبان سے کچھ ایسے ہی الفاظ نکلے ہیں۔ کیا بیان کیا جائے، اور کن الفاظ میں کہا جائے، کہ اللہ کے نام میں، پروردگار کی یاد میں، رب کے ذکر میں، تسکین و تشفی، تسلی و اطمینان، دلجمعی و جمعیت خاطر کی قوت کس غضب کی موجود ہے۔ الہ آباد کا وہ مشہور و معروف شاعر، جسے روحانیت کی چاٹ پڑ چکی تھی، اور جو ابھی کل تک ہم میں زندہ موجود تھا، جب اُسکی نظارت فرزند ہوئی، اور جواں مرگ فرزند کا انتقال ہو گیا، تو اگرچہ اُنکو غم سے قریب جنون ہو گیا، لیکن نوبت پہنچنے کے بعد بھی، تاہم کسی کی یاد کا بڑا سہارا بہرحال اُسے سنبھال لیتا ہے، اور نظام فطرت کو کوسنے کے بجائے، اس کا دل یہ سمجھ کر باغ باغ ہو جاتا ہے، کہ نظام فطرت دوست ہی ہے، دشمنی کی بدگمانی اُسکی جانب ہو ہی نہیں سکتی۔

غم میں بھی قانون فطرت سے ہیں کچھ بدظن نہیں
یہ سمجھتا ہوں کہ میرا دوست ہے دشمن نہیں

"م"

دردناک انجام

(از عبد الماجد)

واسئلهم عن القرية التي كانت حاضرة البحر۔ الہامی صحیفے، تاریخ کی کتابیں نہیں ہوتے، ان کا مقصد کسی خاص شخص یا قوم کے واقعات زندگی کا محفوظ رکھنا نہیں ہوتا، بلکہ لوگوں کو نیکی اور نیک کاری، پاکیزگی و پرہیزگاری کی راہ کی جانب بلانا ہوتا ہے، اس لیے ان میں پچھلی قوموں اور شخصوں کے مشہور و معروف قصوں کی جانب بھی توجہ دلائی جاتی رہتی ہے، اور ان سے عبرت و ہدایت کے سبق حاصل کرائے جاتے رہتے ہیں۔ اسی اصول کے لحاظ سے قرآن نے ایک مقام پر ایک قدیم قوم کی جانب توجہ دلائی ہے، جو سمندر کے کنارے آباد تھی، اور جو نافرمانی، حیلہ جوئی اور حد سے تجاوز کرنے میں ضرب المثل ہو گئی تھی، آج بھی یہ قصہ سنایا جا رہا ہے۔ اذ یعدون فی السبت اذ تاتیهم حیتانهم یوم سبتهم شرعا ویوم لا یسبتون لا تاتیهم۔ اس قوم کی شریعت میں، ہفتہ کے روز شکار کھیلنا منع تھا، اور چونکہ آبادی لب آب دریا واقع تھی، اس لیے قدرۃً روزی کا بڑا ذریعہ مچھلیوں کا شکار ہی تھا۔ جانور تک اتنی سمجھ رکھتے ہیں کہ وقت کی پہچان رکھتے ہیں، جب مچھلیوں کو اس کا تجربہ ہو گیا کہ وہ ہفتہ ہی کے روز نہیں پکڑی جاتیں، تو وہ بجائے اسی روز بڑی تعداد میں پانی کی سطح پر آ جاتیں، اور آزادی سے تیرتی رہتیں، اور باقی روز غائب رہتیں۔ اس سرکش و نافرمان قوم کو تکلیف واقعی تھی، اصلی روزی کا ذریعہ تنگ ہوئی جاتی تھی، لیکن اگر اس کے دل میں شریعت الٰہی کا پاس، اور قانون خداوندی کا احترام ہوتا، تو یہ قوم چند روزہ دقتوں پر صبر کرتی، اور شریعت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑتی، لیکن اس کی شامت نے اسے گھیرا، اور وہ اپنی ذہانت و ذکاوت سے کام لیکر اس حکم شرعی سے بچنے کے پہلو نکالنے لگی۔ ٹھیک اسی طرح جیسے آج مسلمانوں کی ایک جماعت سود کے متعلق شریعت کی پابندیوں سے گھبرا کر، ہر حیلہ اور ہر پہلو، جواز سود کا تلاش کرنے کو قومی خدمت سمجھ رہی ہے! چنانچہ ان لوگوں نے سمندر کے کنارے سے غار بنا دیے، ان میں وہ مچھلیاں ہفتہ کے دن آکر گھر جاتیں، اور انہیں وہ اتوار کو شکار کر لیتے تھے۔ کذلک نبلوهم بما کانوا یفسقون۔

جس قوم کے دل سے شریعت کا احترام اٹھ جاتا ہے، وہ قوم نافرمانی اور حیلہ جوئی پر دلیر ہو جاتی ہے، وہ اسی طرح آزمائش میں ڈال دی جاتی ہے، اور اسی طرح ہر حرام کو حلال کرنے کی اسکی جسارت بڑھتی رہتی ہے۔

واذ قالت امة منهم لم تعظون قوما الله مهلكهم او معذبهم عذابا شديدا قالوا معذرة الى ربكم ولعلهم يتقون۔ کوئی قوم ساری کی ساری نافرمان نہیں ہو جاتی، اس قوم کے بھی افراد کے دلوں میں شریعت خداوندی کی عزت، اور قانون الٰہی کی وقعت باقی تھی، انہوں نے اس حیلہ جو جماعت کو سمجھایا بجھایا، اور شریعت میں ہیر پھیر کی جسارت سے روکنا چاہا، لیکن نتائج کی طرف سے کون پیشین گوئی کر سکتا ہے، کچھ حاصل نہ ہوا۔ اس پر ایک تیسرا گروہ، عافیت دوست گروہ بول اٹھا، کہ خواہ ایسی جماعت کے منہ لگنے، اور مناظرہ و مباحثہ کرنے سے حاصل ہی کیا، جسے آخر خدا کے ہاں سے تباہی و بربادی ملنی ہی ہے۔ اس کے جواب میں اس گروہ نے کہا کہ کامیابی کا ہم کو بھی یقین نہیں، لیکن آخر جب ہم سے خاموش و ساکت رہنے کی باز پرس ہوگی، تو ہمارے پاس کیا جواب ہوگا! اور پھر قطعی مایوس کیونکر ہو سکتے ہیں، ممکن ہے کہ کچھ ہی لوگ ان کوششوں سے راہ راست پر آ جائیں، اور اس مصیبت عظیم میں پڑنے سے بچ جائیں۔ فلما نسوا ما ذکروا به انجینا الذین ینهون عن السوء واخذنا الذین ظلموا بعذاب بئیس بما کانوا یفسقون

آخر نتیجہ وہی نکلا، جو فطرت کی عدالت میں شروع سے ہو چکا تھا۔ جو لوگ محتاط تھے، برائی سے خود بچتے تھے، اور دوسروں کو بچاتے تھے، انکے آگے کوئی برائی نہ آئی، وہ بدی و بدکاری کے انجام سے محفوظ رہے۔ البتہ جو لوگ بدکاریوں میں دلیر ہو گئے تھے، جنکے ذہن بہانے شریعت کی حرام کی ہوئی چیز کو کسی نہ کسی پہلو سے جائز و حلال کر لینے کے، اول انکے ہاتھوں میں رہتے تھے، ان کی برائیاں ان کے آگے آئیں، کار بد کا آخر انجام بری شکل میں ظاہر ہوا، اور پاداش عمل کی سختیوں نے انہیں دھر پکڑا۔ آج جو لوگ شراب کے عادی ہو جاتے ہیں، انکے قویٰ کب تک چلتے ہیں؟ ان کی صحتوں کا کیا حال ہو جاتا ہے؟ ان کی عقلوں پر کیسا وبال پڑتا ہے؟ جو لوگ حرام کاری کو حلال سمجھ بیٹھے ہیں، خود انکے ننگ و ناموس کا پردہ باقی رہ جاتا ہے؟ ان کی عزت، دولت، صحت، کوئی شے بھی تباہی و بربادی سے محفوظ رہ جاتی ہے؟ اور آہ، پھر جو لوگ سودی کاروبار کو پیشہ بنا لیتے ہیں، ان کے خاندانوں کی تاریخ اٹھا کر دیکھنا! "برکت" انکے گھروں میں ایک بے معنی لفظ ہو جاتی ہے، ہمدردی، رحم دلی، نرم خوئی، غرض انسانیت کے جتنے جوہر ہیں، ان سب کا خزانہ خالی ہو جاتا ہے، اور ایسا سودخوار خاندان تو شاید ہی کوئی مل سکے جسکی چند پشتیں بھی آرام و عزت کے ساتھ بسر ہو سکی ہوں!

فلما عتوا عن ما نهوا عنه قلنا لهم کونوا قردة خاسئین۔ گناہ ہر انسان سے سرزد ہوتے رہتے ہیں، لیکن ایک گناہ وہ ہوتے ہیں، جو قوت ضبط کی کمی، اور خواہش نفس کے غلبہ سے وقتاً فوقتاً صادر ہوتے رہتے ہیں، ان گناہوں کی سزائیں بھی ایسی ہی ہلکی ہوتی ہیں۔ لیکن دوسرے گناہ وہ ہوتے ہیں، جو نفس کی مستقل سرکشی کا نتیجہ ہوتے ہیں، اور جن میں شریعت کے ساتھ گستاخی و اہانت کا پہلو بھی صریحاً شامل ہوتا ہے، مثلاً کسی حرام شے کو، حیلہ تلاش کر کے، حلال کر لینا، اور اسے ایک قومی خدمت تصور کرنا۔ ایسے جرم کا مرتکب ہونا، عبدیت کے حدود سے باہر نکل جانا، اور پروردگار کے مقابلہ میں علم بغاوت بلند کرنا ہے، اور ایسے جرم کی سزا بھی وہی ملتی ہے جو ایک باغی کو ملنی چاہیے۔ چنانچہ اس خاص قوم کے لیے کلام الٰہی میں یہ سزا مذکور ہے کہ "ہم نے ان لوگوں سے کہا کہ ذلیل بندر بن جاؤ"۔ جمہور مفسرین نے اس کے معنی یہی لکھے ہیں، کہ ان لوگوں کی ساری جماعت ذلیل و خوار بندر بن گئی تھی، لیکن بعض اہل تحقیق اس جانب بھی گئے ہیں کہ مسخ صرف قلب و مزاج میں ہوا تھا، نہ کہ ظاہری طور پر جسم و بدن میں۔ بہرحال، یہ مسخ خواہ صرف مزاج و اخلاق میں ہوا ہو، یا جسم میں بھی!

عن مجاهد قال مسخت قلوبهم ولم یمسخوا قردة، وانما هو مثل ضربه الله کمثل الحمار یحمل اسفارا (ابن کثیر) وقال مجاهد ما مسخت صورهم ولکن قلوبهم فمثلوا بالقردة کما مثلوا بالحمار فی قوله کمثل الحمار۔ (بیضاوی) وقیل بل [illegible] اخلاقهم [illegible]

اس بدنصیب قوم کی ذلت ورسوائی کی آخری صورت تھی، اور دردناک انجام تھا، جو اس زمین پر بسنے والی کسی انسانی جماعت کا ہو سکتا ہے، "بندر" کا لفظ اول تو خود ہی ذلت ورسوائی کی تصویر کشی کے لیے کافی ہے، جو عرب کے نزدیک ذلیل ترین جانور تھا، اور جس کا محروم آزادی اور محض نقال ہونا نظریہ ڈارون کے ماننے والوں تک مسلم ہے، اور پھر "خاسئین" کی صفت کے ساتھ اسکی تاکید، جس کا استعمال زبان عرب میں انتہائی تحقیر ورسوائی، خوبیوں سے مہجوری، اور بھلائیوں سے محرومی ہی کے موقع پر ہو جاتا ہے۔

واذ تاذن ربک لیبعثن علیہم الی یوم القیامۃ من یسومہم سوء العذاب ان ربک لسریع العقاب وانہ لغفور رحیم۔ پھر اس نافرمان، سرکش، اور حیلہ جو قوم کی بدنصیبی یہیں نہیں ختم ہو جاتی، بلکہ اسے خبر دے دی جاتی ہے، کہ اس پر قیامت تک ہمیشہ ایسی قوم حاکم ومسلط رہے گی، جو اسے طرح طرح کے دکھ دیتی رہیگی، اسکی ذلت ہر طرح کرتی رہیگی، اور اسے برابر ستاتی رہے گی۔ یہ اس خدا کا فرمان ہے، جو بدکاری کی پاداش میں فوراً اپنا حکم نافذ کرتا ہے، البتہ وہ خدا غفور ورحیم بھی ہے، جس کی رحمت سے ہمیشہ ہو کسی کے لیے بھی نہیں، اگر اس بدبخت قوم نے کبھی اپنی حالت کی اصلاح کر لی، تو رحمت ومغفرت کی نعمت سے بھی محروم نہیں رہ سکتی۔ یہ الفاظ سارے تیرہ سو برس ہوئے، عرب کے ایک بے پڑھے لکھے امی کی زبان سے نکل کر ہوا میں گونجے تھے، اس ڈیڑھ ہزار سال کی مدت میں دنیا نے کتنے پلٹے کھائے، کتنی قومیں بنیں اور کتنی بگڑیں، کتنی بادشاہتیں مٹیں، اور کتنی ابھریں، لیکن سرکش ونافرمان قوم یہود، باوجود اپنی دولت وثروت، باوجود اپنی خوش حالی وتونگری، باوجود اپنی سوداگری وبھاجنی کے آج بھی دنیا کے ہر حصہ میں ذلیل وخوار ہے، اور ہر وقت مغرب کی مسیحی سلطنتوں کے رحم وکرم کی ملتجی۔ اس ذلت وخواری کی حالت میں اگر کہیں اس کے آقاؤں نے اسکو شاہانہ عزت (مثلاً اسوقت فلسطین میں) دے بھی دی، تو اسکو اسکی حاصل کی ہوئی عزت کسی معنی میں بھی کہنا درست نہ ہوگا۔

وقطعنہم فی الارض امما منہم الصالحون ومنہم دون ذلک وبلونہم بالحسنات والسیئات لعلہم یرجعون۔ ایک مدت تک یکجا اور ایک دوسرے سے متصل رہنے کے بعد مشیت الہی اسکی مقتضی ہوئی کہ یہ قوم ٹکڑے ٹکڑے ہو کر دنیا کے مختلف گوشوں میں آباد ہو، چنانچہ ایسا ہوا۔ اب اس میں کچھ حصہ نیک لوگوں کا بھی پیدا ہوا، جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا، اور عمل نے نیک کرداری کو اپنا شعار زندگی بنایا، مگر بہت سے اپنی اسی پرانی روش پر قائم رہے، آسائش اور تکلیف ہر طرح سے انکی آزمائش کی گئی اور انکو بار بار موقعے دیے گئے کہ حق کی طرف رجوع کریں۔ فخلف من بعدہم خلف ورثوا الکتب یاخذون عرض ہذا الادنی ویقولون سیغفر لنا وان یاتہم عرض مثلہ یاخذوہ۔ پھر ان لوگوں میں اگر پھر بھی کچھ لوگ صالح تھے، تو اگلے جو قرن ان صورتوں میں انکے جانشین ہوئے، اور صدیوں آسمانی کتاب کے وارث بنے، وہ ایسے ناخلف نکلے کہ حب زر وحصول جاہ کی دھن میں

دین وشریعت، ایمان واخلاق کی پرواہ ہی نہ رکھی، اور یہ سمجھنے لگے کہ اس ہوس وحرص سے انکی روحانی زندگی پر کوئی اثر نہ پڑیگا، اور انکے ایمان ومغفرت میں کوئی خرابی نہ پڑیگی، حالانکہ انکی حرص وہوس کا یہ حال ہے، کہ پھر قلیل سے قلیل، اور حقیر سے حقیر متاع دنیوی پر ٹوٹے پڑتے ہیں، اور پھر بھی نیت نہیں بھرتی، اور اگر کسی اور متاع دنیوی پر نظر پڑ جاتی ہے، تو بلا لحاظ حلال وحرام اسے بھی اپنے تصرف میں لے آنے کے آرزو مند ہو جاتے ہیں، اور اسکے حاصل کرنے کے جوڑ توڑ میں لگ جاتے ہیں۔ الم یوخذ علیہم میثاق الکتب ان لا یقولوا علی اللہ الا الحق ودرسوا ما فیہ۔ ان لوگوں کو شاید اس کا بھی دھیان نہیں رہا، کہ جس کتاب پر یہ اپنا ایمان ظاہر کرتے ہیں، اس میں یہ عہد لیا جا چکا ہے، کہ خدا کی جانب بجز حق بات کے اور کچھ منسوب نہ کریں گے، اور اپنی طرف سے کسی شے کو حرام وحلال نہ ٹھہرا لیا کریں گے، سو اس عہد کی بابت ان سے کچھ باز پرس نہ ہوگی؟ اور پھر یہ بات نہیں کہ ایسی صریح جسارتیں ان سے محض لاعلمی وناواقفی میں ہو جاتی ہوں، بلکہ انہیں خوب معلوم ہے، کہ انکی آسمانی کتاب میں کیا کیا درج ہے، اور اس میں جو کچھ حرام وحلال قرار دیا جا چکا ہے، اس سے یہ بخوبی واقف ہو چکے ہیں۔ والدار الاخرۃ خیر للذین یتقون افلا تعقلون۔ ان بدنصیبوں کو بڑا دعوی اپنے عقل وفہم، اپنی دانش ودور اندیشی کا ہے، مگر کیا انکی اتنی بھی عقل وبصیرت نہیں، کہ یہ سمجھ رکھیں، کہ جو لوگ مال ودولت کی حرص، اور زر پرستی کی ہوس سے اپنا دامن بچائے رکھتے ہیں، ان کے لیے اس فانی وعارضی، آنی وچند روزہ زندگی کے بعد ایک پائدار وبرتر، اعلیٰ وابدی زندگی کے لذت ونعمت، راحت وسرور کی کیسی کیسی نعمتیں موجود ہیں!

والذین یمسکون بالکتب واقاموا الصلوۃ انا لا نضیع اجر المصلحین۔ نافرمانوں، سرکشوں، اور شریعت کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال کر لینے والوں کے اس دردناک انجام، اس عبرتناک سزا، پر توجہ دلانے کے بعد آخر میں قومی فلاح وبہبود کے راز کو ان مختصر لفظوں میں بیان کر دیا ہے کہ دنیا کو سنبھالنے اور دین کو سنوارنے کا یہ طریقہ نہیں، کہ حلال وحرام کا فرق اٹھا دیا جائے، یا جس شے کے ترک کرنے میں کھلی حکمت رکھنے والوں کو فوری نقصانات نظر آئیں، انہیں باوجود حرمت شرعی کے جائز ٹھہرا لیا جائے، بلکہ اس کی صورت یہ ہے، کہ سب سے پہلے کتاب الہی پر مضبوط وغیر متزلزل عقیدہ رہے، محض زبانی اسکا اقرار نہ ہو، بلکہ دل میں اس پر پختہ ایمان ہو، یہ نہ ہو، کہ قرآن کی سچائی دوسری چیزوں کے معیار پر جانچی جائے، بلکہ قرآن پر اتنا گہرا عقیدہ ہو، کہ ہر شے کی سچائی کو اس کے معیار پر جانچا جائے۔

سعید بن جبیر (ابن جریر) ... [illegible] ... حسنات ... [illegible] ... (زمخشری)

سے عن قتادہ، کلما رصت لہم شیٴ من امر الدنیا اکلوہ ولا یبالون حلالا کان او حراما (ابن جریر)، عن قتادہ، یاخذونہ ان کان حلالا وان کان حراما ... [illegible] ... (ابن عباس) ... [illegible] ... (بغوی، خازن)

والذین یمسکون بالکتب (ابن جریر) ... [illegible] ... حلالہ وحرامہ ... [illegible] ... (خازن)

بوتل کا کاگ

نمبر (۳)

نئی تہذیب کا اصول آزادی ازحد اصلاح طلب ہے۔ نئی تہذیب نے آزادی کے لیے کسی قسم کی پابندی نہیں رکھی۔ بلکہ ہر قسم کی پابندی کو توڑنا اور تباہ کرنا آزادی کا اصول قرار دیا ہے۔ ہندوستان میں جب یہ تہذیب اپنے اصول کے ساتھ آئی تو سب سے پہلے اس اصول نے اسکولوں میں کام شروع کیا۔ پہلے زمانہ میں اُستاد کا درجہ باپ اور گرو اور پیر کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ نئی تہذیب کے اصول آزادی نے اُستاد کے درجہ کو گرا دیا۔ اور اُستاد کو نوکری، تابعدار، نوکر بنا دیا۔ پہلے سب شاگرد اپنے اُستادوں کا ادب کرتے تھے۔ نئی تہذیب کے اثر سے شاگرد اُستادوں کو نوکر اور تابعدار سمجھنے لگے۔ اور اسکولوں میں اُن کی کوئی عزت باقی نہ رہی۔ چھوٹی عمر کے شاگرد اُستادوں کا مذاق اُڑانے لگے۔ اور رفتہ رفتہ انھوں نے بزرگوں کی تعظیم کا اصول بالکل فراموش کر دیا۔ اور جب وہ اسکولوں سے اپنے گھروں میں آئے تو آزادی کے اس اصول نے ماں باپ اور خاندان کے بزرگوں کی تعظیم بھی دل سے کم کرنی شروع کر دی۔ اور تھوڑے دنوں بعد وہ لڑکے آزادی کے نشہ سے مخمور ہو کر اپنے ماں باپ اور خاندانی بڑوں سے بھی گستاخیاں کرنے لگے۔ اسکے بعد جب ان کی عمر بڑھی اور وہ زندگی کے میدان میں آئے تو انھوں نے اپنے مذہبی پیشواؤں اور مذہبی احکام اور قومی مراسم اور رواجوں سے بھی سرکشی شروع کی۔ اور آہستہ آہستہ اس پابندی سے آزاد ہونے لگے۔ اور جب ان کا سابقہ حکومت کے افسروں سے پڑا تو انھوں نے اپنی پختہ شدہ خصلت کے سبب قوانین حکومت سے بھی سرکشی شروع کر دی۔

آج انگریز سر پر ہاتھ رکھ کر روتے ہیں کہ ہندوستانی نوجوان قانون کی اطاعت نہیں کرتے۔ اور ہر جگہ سرکشی پر آمادہ نظر آتے ہیں۔ مگر وہ یہ نہیں سمجھتے کہ یہ سرکشی اور یہ غیر پابندی تو خود ان ہی کی تہذیب نے ہندوستانیوں میں پیدا کی ہے۔ اب خود کردہ را علاجے نیست۔ انھوں نے جو بویا تھا اس کا پھل انکو کھانا پڑے گا۔

میں ہندوستان کے ایک مشہور اور چوٹی کے لیڈر کے اندرونی حالات کو جانتا ہوں۔ ان کے والد چالیس روپیہ کے مدرس تھے۔ اور وہ خود وکالت کرتے تھے۔ جب ان کے باپ بیٹے کے پاس آتے۔ تو باپ کو باورچی خانہ میں ٹھہرایا جاتا۔ اور وکیل صاحب لوگوں کے سامنے بیچ کے مکان سے باپ کا نام لے کر آواز دیتے۔ اور باپ اس گستاخی سے خفا ہو کر بیٹے کو گالیاں دیتے کہ وہ ایسی حقارت سے اُن کا نام لے کر کیوں پکارتے ہیں؟

آج ممکن ہے کہ وہ لیڈر جو اسوقت ہندوستان کے سب سے اعلیٰ سرداروں میں ہیں۔ اگر اپنی اس گزشتہ حالت پر غور کریں گے تو انہیں خود خواہش پیدا ہوگی کہ وہ ہندوستانی لڑکوں کو نئی تہذیب کے خطرناک جذبہ آزادی سے بچانے کا انتظام اور فکر کریں۔

جائیں! شراب خواری کا روکنا ممکن ہے۔ جب تک نئی تہذیب کے خطرناک اصول آزادی پر پابندیاں قائم نہ کی جائیں گی شراب کا عام رواج ہرگز نہ رک سکے گا۔ موجودہ مہاراجہ صاحب الور نے ایک دفعہ مجھ سے کہا تھا کہ "کوئی آزادی پابندی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ ہندوستانی قوم آزادی حاصل کرنا چاہتی ہے تو پہلے اس کو مذہبی اور قومی اور ملکی احکام اور قوانین اور مراسم اور رواجوں کا پورے طور سے پابند ہونا چاہیے۔"

میں بھی آج یہی کہنا چاہتا ہوں کہ شراب خواری کے رواج کو کم کرنا ہے تو پہلے نوجوانوں کے خیالات آزادی پر قواعد کی پابندیاں لگانی چاہییں اور نئی تہذیب کے اندھا دھند اصول آزادی سے ان کو بچانا چاہیے۔

نئی تہذیب میں صدہا خوبیاں بھی ہیں۔ اور چند خرابیاں بھی ہیں۔ مگر ہم ہندوستانی اور ایشیائی لوگ صرف خرابیاں سیکھتے ہیں۔ نئی تہذیب کی خوبیاں حاصل نہیں کرتے۔ نئی تہذیب کی خرابیوں میں سب سے بڑی خرابی بے مہار جذبۂ آزادی ہے۔ اور شراب خواری کا بنیادی سبب بھی یہی بے لگام جذبۂ آزادی ہے۔

جو ہندوستانی آجکل زیادہ شراب خواری کی طرف جھک رہے ہیں اگرچہ اسکے اسباب اور بھی بہت سے ہیں۔ لیکن بنیادی سبب یہی ہے کہ شراب خواری کو تہذیب کا ایک فیشن اور ایک کیفیت سمجھا جاتا ہے اور مہذب سوسائٹی میں شراب خواری کو معیوب سمجھنے والے بہت کم ہوتے ہیں۔ اور یہی مہذب لوگ عوام اور جہلا کی بداخلاقی کے شوق کے لیے ایک نمونہ اور دلیل راہ بنتے ہیں۔

پنجاب میں نئی تعلیم بڑھ رہی ہے۔ نئی تہذیب بڑھ رہی ہے نئی دولت بڑھ رہی ہے۔ تو نئی تہذیب کا اصول آزادی بھی ترقی کر رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں شراب خواری حد سے زیادہ بڑھتی جاتی ہے۔ وہاں تک کہ عورتیں بھی شراب کے پیچھے دیوانی بن رہی ہیں۔

مشرقی سلطنت اور مشرقی تہذیب میں بہت سی خرابیاں بھی تھیں مگر خوبیاں بہت زیادہ تھیں۔ جب وہ خرابیاں غالب آئیں تو مشرق کا اقتدار حکومت تباہ ہو گیا۔ جہاں تک میں نے سمجھا ہے، ہندوستانی اور مشرقی سلطنت، حکمرانوں کے عورتوں میں مصروف رہنے اور مذہبی پیشواؤں پر سیاسی معاملات میں اندھا دھند بھروسہ کرنے سے برباد ہوئی۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ مغربی حکمرانی بھی بے لگام جذبۂ آزادی اور ڈاکٹروں پر حد سے زیادہ اعتماد کرنے اور عورتوں کو انسان سے حیوان بنانے کے سبب تباہ و برباد ہو جائے گی۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ آج کل کی حکومتوں میں ہر بنیادی چیز ڈاکٹروں کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ اور کیا آپ نہیں دیکھتے کہ نئی تہذیب کی عورتوں کو آجکل انسان سے حیوان بنانے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ ان کا لباس تو سابق جسم کے موافق نہیں ہے، بلکہ زیبائش و آرائش کے خبط میں عورتوں کو آدھا برہنہ تو کر دیا گیا ہے۔ اور کوشش یہ ہے کہ انکے سب کپڑے اُتار دیے جائیں اور ان کو بالکل جانور بنا دیا جائے۔ یہ چیزیں بظاہر حکومت سے علٰحدہ معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن رفتہ رفتہ قوموں کے دماغ اور انکوں

پر اور عملی قوتوں پر ان کا ایسا اثر پڑے گا کہ حکمراں قومیں عزت کے قابل نہ رہیں گی اور دوسری اقوام جن میں یہ گروہ اور خراب پیدا ہوں گی، حاکم بن کر ان کو اپنا محکوم بنا لیں گی۔

حاصل مقصد میرا اس تمام سمع خراشی سے یہ ہے کہ ہندوستان میں اگر شراب خواری کو روکنا ہے تو شراب پینے کو عیب کی صورت میں پیش کرنا چاہیے۔ ہر سوسائٹی میں جیسا کہ پہلے چلن شراب پینا معیوب تھا اب بھی ایسی ہی کوشش کی جائے کہ ہندوستان کے تمام طبقے شراب نوشی کو عیب سمجھنے لگیں۔ اور اس کی آسان ترکیب یہی ہے کہ ہر جماعت اور برادری اور سوسائٹی شراب پینے والوں کا آزادی اور دلیری کے ساتھ سوشل بائیکاٹ کرے۔ شراب پینے والوں کے نام اور تبصرے اخبارات میں شائع کیے جائیں۔ مسجدوں، مندروں، اور گرجاؤں میں ان کے ناموں کی تشہیر ہو۔ اور دوسروں کو بتایا جائے کہ ایسے رسوا اور بدچلن لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دو۔ قرآن مجید ایک فقرہ میں اس بات کا حکم دیتا ہے۔ اس نے فرمایا ہے فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین (یعنی نصیحت کرنے کے بعد ظالم اور بدچلن جماعت کے ساتھ بیٹھنا اٹھنا ترک کر دو) اس لیے ہم کو چاہیے کہ پہلے شرابیوں کو نصیحت کریں اور جب وہ اس گناہ سے باز نہ آئیں تو ان کے ساتھ بیٹھنا اٹھنا اور ملنا جلنا ترک کر دیا جائے۔ میں سب سے زیادہ مشن کے پادری صاحبان کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہندوستان میں ان کے مشن نے بہت اچھے اچھے کام کیے ہیں، مگر ان کے عیسائیوں میں شراب خواری حد سے زیادہ بڑھتی جاتی ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ عیسائی مشن کی بنیاد بظاہر نئی تہذیب پر ہے جیسا کہ ہندوستان کی حکومت اور گورنمنٹ کی بنیاد بھی نئی تہذیب پر ہے۔ عیسائی مذہب میں شریک ہونے والے ہندوستانی شراب نوشی کو تہذیب کا ایٹی کیٹ سمجھتے ہیں۔ اور پھر شراب کی مخالفت بھی نئی تہذیب کے فیشن اور ایٹی کیٹ سے جلسوں کی تقریروں اور اخبارات کے مضامین میں کر دیتے ہیں۔ تاکہ تہذیب کے سب فیشن پورے ہو جائیں۔ اگر پادری صاحبان واقعی شراب کی روک تھام کرنی چاہتے ہیں اور یہ جلسے محض فیشن کے جلسے نہیں ہیں۔ تو ان کو چاہیے کہ وہ اپنے مشن کو نئی تہذیب کے جذبہ بے لگامی سے بچائیں۔ اور عیسائیوں کو شراب نوشی سے روکیں۔ اور جو عیسائی اس سے باز نہ آئیں ان کو سوشل بائیکاٹ کا شکار بنائیں۔ یعنی ان کے خلاف گرجاؤں اور جلسوں اور اخباروں میں آزادی کے ساتھ اور سختی کے ساتھ رسوائی کے مضامین بیان ہوں۔ تاکہ ان کو شرم آ جائے، اور وہ شراب نوشی سے باز آ جائیں۔

جیسا کہ میں نے اوپر بیان کیا ہے شراب نوشی کی ترقی نہ گورنمنٹ کے قوانین بنانے سے رک سکتی ہے نہ شراب کی دوکانوں پر پہرے لگانے سے رک سکتی ہے نہ وعظ و نصیحت کے جلسوں سے رک سکتی ہے۔ اس بوتل کا کاگ یہ ہے کہ ہندوستانیوں کو بے لگام جذبہ آزادی سے بچایا جائے۔ اور شراب نوشی کو سوسائٹی کا نہایت بدنما عیب بنا دیا جائے۔ چونکہ نئی تہذیب کے اصول میں ایک اصول روپیہ بڑھانا بھی ہے اس واسطے روپے کی خاطر ہزاروں قسم کی نئی دوائیں باہر کے ملکوں سے ہندوستان میں آتی ہیں .... دوائیں روپے کی فروخت ہوتی ہیں۔ اور چونکہ نئی تہذیب نے شراب کو ناپاک اور ناپاک کرنے والی نہیں مانا ہے۔ اس واسطے اکثر دوائیں شراب کی لاگ سے بنائی جاتی ہیں۔ اور وہ دوائیں ہم سب پیتے ہیں۔ ہمارے بچے پیتے ہیں۔ اور ہماری عورتیں پیتی ہیں۔ اور اس طرح شراب کی تخم ریزی نامعلوم طریقہ سے ہندوستان کے ہر گھر میں ہو رہی ہے۔ تو کیا ان دواؤں کے موجد کوئی ایسا طریقہ ایجاد نہیں کر سکتے تھے کہ دوائیں بغیر شراب کے تیار کی جائیں میرے خیال میں ان لوگوں میں یہ لیاقت ہے کہ وہ بغیر شراب کے دوائیں بنائیں۔ مگر چونکہ وہ شراب کو ناپاک اور ناپاک کرنے والی نہیں سمجھتے ہیں اور ان کے دل کسی مذہب کے قائل نہیں ہیں۔ کیونکہ ہر مذہب شراب کو ناپاک اور ناپاک کرنے والی بیان کرتا ہے اس واسطے انہوں نے آج تک دوائیں شراب کی لاگ کے بغیر بنانے کا ارادہ ہی نہیں کیا۔ تو ان ولایتی دواؤں کے ذریعہ ہم سب ہندو مسلمانوں کو شرابی جیسی بنا دیا گیا۔ اور کیا ہم سچ مچ شراب سے محتاط ہونے کا دعویٰ کرنے کے قابل ہیں؟

بس خلاصہ میری اس تمام گذارش کا یہ ہے کہ ہندوستان سے شراب نوشی کی ترقی کو روکنا ہے۔ یا کم کرنا ہے۔ یا امریکہ کی طرح بالکل مٹا دینا ہے تو پہلے نئی تہذیب کے جذبہ بے لگامی کا تدارک کیجیے اور پھر شرابخوروں کا سوشل بائیکاٹ عام طور پر ہر جگہ کرنا شروع کر دیجیے۔ کہ میری سمجھ میں یہی شراب کی بوتل کے منہ کو ہمیشہ کے لیے بند کر دینے والا کاگ ہے۔ اور اسی واسطے میں آج اس التماس کو شراب کی بوتل کا کاگ کہتا ہوں فقط

(بقیہ صفحہ ۲)

اور اس پختہ ایمان کا ظہور عملی زندگی میں ہر وقت ہوتے رہنا چاہیے، یہ نہیں کہ محض جلسوں اور مجمعوں میں قرآن کے الفاظ تلاوت کر لیے جائیں، بلکہ ہر ہر عمل قرآن کی ماتحتی و تعمیل میں ہو۔ عملی زندگی میں اسلام کا سب سے بڑا اور پہلا رکن نماز ہے۔ سو "تمسک بالکتاب" کی سب سے بڑی دلیل یہی ہونی چاہیے، کہ نماز، کبھی کبھی نہیں، اوقات کی پوری پابندی کے ساتھ، اور گھر کے اندر تنہا نہیں، بلکہ حتی الامکان مسجدوں میں جماعت کے ساتھ، اور اوپری دل سے نہیں، بلکہ پورے شغف و اہتمام کے ساتھ ادا کی جائے۔ جب مسلمانوں کا ایمان اس قدر پختہ اور عمل اس قدر درست ہو جائے گا، تو بغیر جلسوں میں بڑی بڑی تقریریں کیے بغیر نئی نئی انجمنیں بنائے، بغیر احکام شریعت میں ترمیم پیش کیے، بغیر مغربی نظامات و رواجات کی پیروی کیے، از خود ان کی حالت درست و معتبر ہو جائے گی۔ اور اگر یہ کچھ نہیں، بلکہ نفور و نفرت سے نماز و ذکر کرنے، اللہ کی باندھی ہوئی حدود کو توڑنے، اور احکام شریعت میں ترمیم کرنے پر اصرار ہے، تو پھر "کونوا قردۃ خاسئین" کی دردناک سزا دینے والا حاکم آج بھی زندہ، قائم، قادر ہے۔

سچ کی پہلی جلد مفید دینی و علمی مضامین، نظمیں لکھی گئی ہیں۔ اب سر ورق جمع کر دیے ان کی جلد بندی کرائی گئی ہے۔ جو اصحاب چاہیں منگا لیں۔ قیمت عہ

مہتمم اخبار سچ۔ لکھنؤ

سلطان ابن سعود کی ایک تقریر

(وفد خلافت ہند کے سامنے جدہ میں)

اسلام کی صحیح تعلیمات

واللہ میرا مقصد اسلام اور دین کے سوا کچھ نہیں۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو۔ وکلمۃ اللہ ہی العلیا کا قرآنی اصول تمام ساری دنیا میں "حقیقت" بن جائے۔ مجھ پر تہمتیں تراشی جاتی ہیں، بہتان باندھے جاتے ہیں، گالیاں دی جاتی ہیں، مجھے خارجی کہا جاتا ہے، کافر کہا جاتا ہے۔ ہماری مذہبی کتابیں دنیا کے سامنے ہیں۔ میری کتاب حیات کا ایک ایک صفحہ زمانہ بھر پر آشکارا ہے۔ یہ کیسا اندھیر ہے کہ لوگ حق و باطل میں تمیز نہیں کرتے۔ برائی اور بھلائی کو ایک سمجھتے ہیں۔ اگر خدا کو ایک ماننا اسلام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی عزت اور تعمیل اسلام ہے۔ کتاب اللہ اور سنت رسول کا اتباع اسلام ہے، سلف صالحین کے اسوۂ حسنہ کی پیروی اسلام ہے۔ ائمۂ دین کے ارشادات کو آنکھوں پر جگہ دینا اسلام ہے، تو میں مسلمان ہوں، واللہ مسلمان ہوں۔ ان سب چیزوں کو مانتا ہوں، دل سے مانتا ہوں، اور ان پر عمل کرتا ہوں۔ اگر اسلام ان کے سوا کوئی اور چیز ہے تو بلاشبہ میں مسلمان نہیں اور نہ مجھے ایسے اسلام کی ضرورت ہے۔ کہتے ہیں میں نماز نہیں پڑھتا۔ واللہ میں نماز پڑھتا ہوں، اگر ایک روز کے لیے بھی نماز ترک کروں تو میری قوم مجھے ذبح کر ڈالے۔ کہتے ہیں میں زکوٰۃ نہیں دیتا۔ واللہ میں زکوٰۃ دیتا ہوں۔ کہتے ہیں روزے نہیں رکھتا۔ واللہ میں روزے رکھتا ہوں اور پابندی کے ساتھ رکھتا ہوں۔ کہتے ہیں حج نہیں کرتا۔ واللہ میں نے حج کیا۔ میں آمر بالمعروف ہوں، ناہی عن المنکر ہوں، کبھی شراب نہیں پی، کبھی زنا نہیں کیا، کبھی کسی اور فعل منکر و فاحش کا مرتکب نہیں ہوا۔ پھر بتاؤ کہ اسکے سوا اسلام کیا ہے۔ یہ تہمت طراز اور بہتان ساز نصرانی بادشاہوں کو مخاطب کرتے ہیں تو "یا جلالۃ الملک" کہتے ہیں، انکے سفیروں کو مخاطب کرتے ہیں تو "یا فخامت الفلاں" کہتے ہیں، ابن سعود کا نام آتا ہے تو اُسے خارجی کہتے ہیں، خارج از اسلام بتاتے ہیں۔ میرے تمام اعمال سب کے سامنے ہیں۔ ان میں کوئی نقص نکالو، کوئی عیب بتاؤ۔ انہیں شریعت کی کسوٹی پر پرکھو، اگر شریعت کا فیصلہ میرے خلاف ہوگا تو میری گردن جھک جائے گی۔

مدنیت اور قرآن

کسی سمت سے "یا مدنیت" کی صدا آتی ہے، کوئی "یا ترقی" پکار رہا ہے۔ کسی کی زبان پر "یا ملّی" اور "یا انسانیت" کے کلمات جاری ہیں۔ "یا اسلام"، "یا ایمان"، "یا قرآن" کوئی نہیں پکارتا۔ میرے نزدیک سارا تمدن، ساری ترقی اور ساری ترقی کا سرچشمہ قرآن ہے۔ مسلمانوں کے لیے بس کرتا ہے کہ وہ سب کچھ چھوڑ کے قرآن پر عامل ہو جائیں۔ پھر دنیا کی کوئی "متمدن" طاقت اور اس کائنات کی کوئی "ترقی یافتہ" سلطنت

انہیں ذلیل نہیں کر سکے گی۔ اسلام سے پہلے عرب کی فضیلت جاہلیت کی تیرگی میں دبی ہوئی تھی تو عرب عجم کا غلام تھا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب سے جاہلیت کی تیرگی دور کرکے اس کی فضیلت کو جلا دیدی اور سیدھا راستہ دکھا دیا تو عرب نے بے سروسامانی کے باوجود عجم کے ٹکڑے اڑا دیے۔ اس وقت عرب کے مقابلہ میں عجم اسی طرح "متمدن" تھا۔ جس طرح آج بعض سلطنتیں "متمدن" سمجھی جاتی ہیں۔ ہمارا تمدن اسلام ہے۔ قرآن ہے۔ کتاب و سنت کا اتباع ہے۔ اسکے سوا میں کچھ نہیں جانتا۔

اگر تم "یا انسانیت" "یا مدنیت" اور "یا ترقی" کے نعرے لگاؤ گے تو انکا میرے پاس کوئی جواب نہیں۔ ہاں اگر تم "یا قرآن" "یا اسلام" "یا ایمان" کی دعوت دوگے تو مجھ سے پہلے میرے گھر کی عورتیں تلوار لیکر سرفروشانہ میدان جہاد میں پہونچ جائیں گی۔

میری اور میری قوم کی گردن دین کے سامنے جھکی ہوئی ہے۔ دین کے نام پر جو کچھ کہو کرنے کے لیے طیار ہوں۔ لیکن اگر کوئی شخص مجھ سے یا میری قوم سے دین کے خلاف کچھ کرانا چاہے تو واللہ ابن سعود، ابن سعود کے اہل و عیال، ابن سعود کے بچے اور ابن سعود کی قوم کا ایک ایک فرد دین کی حفاظت کے راستہ میں اپنے خون کا ایک ایک قطرہ بہا دینا زندگی کی سب سے بڑی سعادت سمجھتا ہے۔ میں بدوی ہوں، کچھ زیادہ واقف نہیں ہوں، مجھے بتاؤ کہ کیا اسلام اسکے سوا کوئی اور چیز ہے؟

شرف اسلام

میں نہیں جانتا کہ ہاشمیت کیا شے ہے، قرشیت کسے کہتے ہیں، عربیت کیا بلا ہے۔ ان سب کا شرف اسلام کے ساتھ قائم ہے۔ اگر اسلام کا شرف نہ ہو تو پھر ہر شرف بے معنی ہے۔ اور میرے نزدیک اسے شرف کے نام سے تعبیر کیے جانے کا کوئی حق نہیں۔ ابو طالب و ابو لہب ہاشمی تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے۔ مگر اسلام کے شرف سے بہرہ ور نہ ہو سکے اور انکی ہاشمیت انہیں کوئی فائدہ نہ پہنچا سکی۔ سلمانؓ فارس کے رہنے والے تھے۔ بلالؓ حبش کے باشندے تھے لیکن انہیں اسلام کے شرف نے انبیاء علیہم السلام کے بعد دنیا کی اشرف ترین جماعت میں لیجا کر بٹھا دیا۔ اصل شرف اسلام کا شرف ہے۔ اعمال صالحہ کا شرف ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم (الآیۃ)　(زمیندار)

مولانا عبدالرحمٰن ندوی

ہمارے ایک بھائی، یعنی مولانا عبدالرحمٰن ندوی، کچھ عرصہ سے سچ کے لیے مضامین نہیں لکھ سکے ہیں، جن حضرات کو انکی تحریروں کا اشتیاق رہا کرتا تھا، قدرۃً اب انکا انتظار یاس کی حد تک پہونچ رہا ہوگا، ان سب صاحبوں کو معلوم ہو جانا چاہیے کہ مولوی صاحب موصوف ایک عرصہ دراز سے علیل ہیں، اور وہ بیچارے دارالعلوم ندوہ سے باہر رخصت پر بغرض علاج تشریف لیگئے ہوے ہیں۔ ان کے بعض مضامین زمانۂ علالت ہی میں لکھے رہے ہیں۔ اب نسبۃً انہیں افاقہ ہے، تاہم ابھی صحت کی حالت قابل اطمینان نہیں۔ سب حضرات سے ان کی صحت کے لیے التجاے دعا ہے۔

(عبدالماجد)

آرڈر بھیجیے!

مسلمانوں کے پڑھنے کی کتابیں

اردو میں!!

تصوف

یادگار روحانیہ۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کی مشہور تصنیف الطالبین کا ترجمہ جامعین کو سیدھی راہ بتاتی ہے۔ قیمت ۱۲
الفتح الربانی و فیض الرحمانی۔ حضرت غوث پاک کے مواعظ کا ترجمہ جس کو سن کر لاکھوں مسلمان ہوگئے۔ قیمت سے
مرصاد العباد۔ حضرت خواجہ نجم الدین کبریٰ کی تصنیف میں سلوک و طریقت کے بیان میں لکھی۔ قیمت
سیر الاولیا۔ یعنی مجموعہ ملفوظات حضرت سلطان المشائخ نظام الحق والدین چشتی قدس سرہ العزیز۔ قیمت
اکسیر ہدایت۔ امام غزالی کی مشہور کتاب جو اسلام کی بتاتی ہوئی سیدھی راہ بتاتی ہے۔ قیمت
مزاق العلوب امام غزالی کی وہ کتاب جس میں ... کے تمام نکتوں کا بیان ایسی کتاب نہ صنعت ورنہ ہے۔
راحت بہشت۔ یعنی خواجگان چشت کے ملفوظات مطالعہ سے نور ایمان حاصل ہوگا۔ قیمت
کشف المحجوب۔ حضرت شیخ مخدوم علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش کی مشہور کتاب ہے۔ قیمت
مکتوبات مجدد الف ثانی۔ اسلام کی کامل تعلیم چاہتے ہو تو ان خطوط کا مطالعہ کرو۔ قیمت
مقاصد السالکین۔ تصوف کی تعلیم کا اصلی مدعا اور نجات دارین حاصل کرنے کے عملی طریقے۔ قیمت
تصوف اسلام (از مولوی عبد الماجد صاحب) یسیر کا بر اولیا کی تعلیمات سے ... کا علم ہوتا ہے۔ قیمت
نفحات الانس۔ مولانا جامی کا مشہور تذکرہ اولیا جس سے زیادہ کوئی مستند تذکرہ نہیں ہے۔ قیمت
تذکرۃ الاولیا۔ شیخ فرید الدین عطار کا مشہور تذکرہ جس کے مطالعہ سے ہزاروں صاحبدل بنگئے۔ قیمت
حالات مشائخ نقشبندیہ۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اکابر اولیا کے حالات و مقامات۔ قیمت
تذکرہ اولیائے ہند۔ اس میں تمام سلسلوں کے مشہور اولیا و اکابر کے حالات ملفوظات و مقامات درج ہیں۔ قیمت
روضۃ الشہدا (دو جلد) ملا واعظ کاشفی کی مشہور کتاب ...
خواجہ ... حضرت ...
کتاب الشفا۔ قاضی عیاض کی مشہور کتاب جس کا پڑھنا ہر مسلمان کو ضرور ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کس طرح ادا کرنا چاہیں۔ قیمت

تاریخ

تاریخ ابن خلدون۔ علامہ ابن خلدون مغربی کی بے نظیر تاریخ کا ترجمہ ۱۱ جلدوں میں۔ قیمت
مقدمہ تاریخ ابن خلدون ۲ جلدوں میں ...
تاریخ اسلام۔ سید امیر علی صاحب نے سارے عہد اسلامی کی تاریخ کا خلاصہ پیش کیا ہے۔ قیمت
تاریخ الحرمین۔ کہ معظمہ و مدینہ منورہ کے ... اور کعبہ و مسجد نبوی کی قرآنی ... کی تاریخ۔ قیمت
تاریخ عرب۔ ... عرب اقوام کا قدیم ... ان عظیم الشان ... زیارات و اخترامات۔ قیمت
حالات عراق عرب ... سلطنت اسلام کا اصلی گہوارہ ہے اور جہاں تمام مقامات مقدسہ ہیں۔ قیمت
تاریخ ایران۔ ساسانیوں اور زرتشتیوں کے قدیم ... کی تاریخ جس سے مسلمانوں کے ذہن کی ... ہے۔ قیمت
تاریخ مصر۔ مصر اب بھی ایک اسلامی حکومت ہے کبھی یہاں دار الخلافت تھا۔ قیمت
تاریخ مغرب۔ شمالی افریقہ میں اسلامی حکومت کی تاریخ کا ترجمہ ایک عربی نسخہ سے کیا گیا ہے۔ قیمت
تاریخ مراکش و مغرب الاقصیٰ۔ شمالی افریقہ کی اسلامی حکومتیں جہاں اس وقت امیر عبد الکریم برسرپیکار ہیں۔ قیمت
سلطانان اندلس۔ اسپین کے مسلمانوں نے دنیا کے تمدن میں کیا اضافہ کیا؟ اسی کی تاریخ ہے۔ قیمت
خلافت موحدین۔ شمالی افریقہ کی مشہور اسلامی حکومت کے تاریخی حالات۔ قیمت
تاریخ ہندوستان۔ ... اسلامی ... مختصر تاریخ ... مولوی ذکاء اللہ مرحوم۔ قیمت
نیرنگ افغان۔ ہندوستان کی پہلی اسلامی سلطنت کی قدیمی و مکمل تاریخ۔ قیمت
حکومت اورنگزیب۔ عالمگیر کے عہد کی تاریخ
نواب میرزا الاجل ... قیمت ۱۲
اخبار الاندلس۔ اسپین کی ... صد سالہ اسلامی حکومت کی مفصل تاریخ ... جلدوں میں۔ قیمت
مورخین۔ ... مسلمان ... کی ... تاریخ

ملنے کا پتہ

الناظر بک ایجنسی۔ لکھنؤ

سیرۃ

سیرۃ ابن ہشام۔ سیرۃ رسول کی قدیم تصنیف یعنی سب سے مستند کتاب ہے۔ قیمت
اسوۂ حسنہ۔ سیرۃ رسول میں علامہ ابن ... کی کتاب ... کہی جا سکتی ہے۔ قیمت
نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب} مولانا اشرف علی تھانوی کی تالیف وہ سیرۃ رسول۔ قیمت
اسلام۔ مولانا عاشق الٰہی میرٹھی مترجم قرآن شریف کی کتاب سیرۃ رسول جو بہت مقبول ہوئی۔ قیمت
سیرۃ النبی۔ مولانا شبلی کی مشہور کتاب قیمت جلد اول ... جلد دوم ... مجموعہ ... جلد سوم ...
رحمۃ للعالمین (۲ جلد) قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری کی سیرت ... بہت پسند ... قابل دید ہے۔
اسوۂ صحابہ (۲ جلد) صحابہ کرام کے عقائد و عبادات و اخلاق و معاشرت اور علمی و عملی کارناموں کا ... ہے۔
سیر الصحابیات۔ ازواج مطہرات و بنات طاہرات اور صحابیات کے سوانح اور مذہبی و اخلاقی و علمی کارنامے۔

سیرۃ خیر البشر	سیرۃ عثمان	امام مالک
سیرۃ امام بخاری	تحفۃ المؤمنین	جنید بغدادی
سیرۃ مصطفیٰ	ابو الحسنین	ذکر غوث پاک
سیرۃ الرسول	سیرۃ الحبیب	خواجہ معین الدین چشتی
تذکرۃ المصطفیٰ	سیرۃ عائشہ	الغزالی
تذکرۃ الحبیب	سیرۃ صدیقہ	...
حضرت سید عالم	ازواج النبی	المامون
رسول عربی	امہات المؤمنین	الہادی
سیرۃ الانبیا	الزہرا	...
خاتم النبیین	خاتون جنت	...
جنگنامہ	بنات الرسول	سیرۃ عباس
ذکر مبارک	سیرۃ الحسین	حضرت ...
ذکری اولیا	ابو ...	...
مولود الانبیا	سیرۃ علی	البرامکہ
سیرۃ الصدیق	سیرت فاطمہ	سوانح احمدی
صدیق اکبر	خالد بن ولید	...
امام ...	سیرۃ ...	ابن رشد
الفاروق	سیرۃ عثمان	حیات سرمدی
سیرۃ الفاروق	سیرۃ علی	حسن بن ...

ایڈیٹر۔ عبد الماجد ... نے الناظر پریس ... لکھنؤ سے چھاپ کر شائع کیا